بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرفہ کا روزہ کس اعتبار سے رکھا جائے؟

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَا مِنْ يَوْمٍ أَكْثَرَ مِنْ أَنْ يُعْتِقَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فِيهِ عَبْدًا مِنَ النَّارِ مِنْ يَوْمِ عَرَفَةَ وَإِنَّهُ لَيَدْنُو ثُمَّ يُبَاهِي بِهِمُ الْمَلَائِكَةَ وَيَقُولُ مَا أَرَادَ هَؤُلَاءِ؟

(صحیح مسلم: ج1 ص436 کتاب الحج باب فضل یوم عرفۃ)

ترجمہ: کوئی دن ایسا نہیں جس میں اللہ تعالیٰ عرفہ کے دن سے زیادہ بندوں کو جہنم سے نجات دیتے ہوں۔ اس دن اللہ تعالیٰ بندوں کے قریب ہوتے ہیں۔ پھر فخر کے طور پر فرشتوں سے فرماتے ہیں کہ یہ بندے کیا چاہتے ہیں؟

حضرت ابو قتادہ انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

سُئِلَ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ عَرَفَةَ، فَقَالَ: يُكَفِّرُ السَّنَةَ الْمَاضِيَةَ وَالْبَاقِيَةَ.

(صحیح مسلم: ج1 ص368 کتاب الصیام باب استحباب صیام ثلاثۃ ایام من کل شہر الخ)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرفہ کے دن کے روزے کے متعلق پوچھا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ روزہ ایک سال گزشتہ اور ایک سال آئندہ کے گناہوں کا کفارہ کر دیتا ہے۔

ان دو روایات سے عرفہ کے دن کی فضیلت واضح ہوتی ہے، خصوصاً دوسری حدیث مبارک سے عرفہ کے روزے کا عظیم ثواب معلوم ہوتا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ "عرفہ کا روزہ" رکھنے میں کس چیز کا اعتبار کیا جائے؟ سعودی عرب کے یوم عرفہ کا یا ہر ملک کے 9 ذوالحجہ کا؟ **تو اہل السنۃ والجماعۃ کا موقف یہ ہے کہ جس ملک میں جب 9 ذی الحجہ ہو گی، وہ دن اسی ملک کا یوم عرفہ ہو گا اور وہاں کے لوگوں کا اسی دن روزہ رکھنا**

یومِ عرفہ کا روزہ رکھنا ہی شمار ہو گا۔ گویا روزہ رکھنے کی بنیاد چاند دیکھنے پر ہے، سعودی عرب کے "یوم عرفہ" پر نہیں۔

اس موقف کی دلیل حضرت ابو قتادہ انصاری رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ مذکورہ حدیث مبارک ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ ایک سال گزشتہ اور ایک سال آئندہ گناہوں کا کفارہ کر دیتا ہے۔ (صحیح مسلم: ج1 ص368)

اس حدیث کے حوالے سے بنیادی طور پر دو باتیں سمجھنے کی ہیں:

پہلی بات: اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس روایت (يُكَفِّرُ السَّنَةَ الْمَاضِيَةَ وَالْبَاقِيَةَ) میں روزے کی فضیلت بتائی ہے اور روزے کے متعلق ایک عام قانون ہے کہ روزہ چاند دیکھ کر ہی رکھا جاتا ہے۔ حدیث مبارک میں ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ قَالَ قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صُومُوا لِرُؤْيَتِهِ وَأَفْطِرُوا لِرُؤْيَتِهِ.

(صحیح البخاری: کتاب الصوم. ج1 ص255 بَاب قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَأَيْتُمْ الْهِلَالَ فَصُومُوا وَإِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَأَفْطِرُوا)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا- یا- ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: چاند دیکھ کر روزہ رکھا کرو اور چاند کو دیکھ کر ہی روزوں کا اختتام کیا کرو۔

یہ حدیث روزہ کے بارے میں عام ہے خواہ کوئی بھی روزہ ہو۔ اس کی رو سے ہر روزہ میں اپنے اپنے ملک کی رؤیت کا اعتبار ہو گا نہ کہ محض سعودی عرب کی رؤیت کا۔ چنانچہ رمضان کا روزہ بھی اپنے اپنے ملک کی رؤیت کے اعتبار سے ہو گا کہ جب رمضان کا چاند نظر آئے روزہ رکھ لیا جائے اور جب شعبان کا چاند نظر آئے روزہ رکھنا ختم کر لیا جائے یعنی عید کر لی جائے، اسی طرح جس دن سعودی عرب میں ذوالحجہ کی 9

تاریخ ہو وہاں عرفہ کا روزہ رکھ لیا جائے اور جس دن دیگر ممالک میں 9 ذو الحجہ ہو تو اسی دن ان ممالک میں عرفہ کا روزہ رکھ لیا جائے۔

دوسری بات: اختلاف مطالع کا وجود اور اعتبار!

سورج اور چاند کے بارے میں یہ بات تو حقیقت ہے کہ ایک جگہ سورج طلوع ہوتا ہے تو وہاں دن ہوتا ہے اور اسی وقت یہی سورج کسی دوسری جگہ غروب ہوتا ہے تو وہاں رات ہوتی ہے، یہی حال چاند کا ہے کہ کہیں مکمل ہو کر نظر آتا ہے اور کہیں ابھی مکمل نہیں ہوتا تو نظر بھی نہیں آتا بلکہ ایک آدھ دن بعد جب مکمل ہوتا ہے تو مطلع پر نمودار ہوتا ہے۔ پتا چلا کہ اختلاف مطالع کا وجود ہے۔ اب اس اختلاف مطالع کا اعتبار ہے یا نہیں؟ یعنی ایک علاقہ کی رؤیت دوسرے علاقہ کے لیے بھی معتبر ہوگی یا نہیں؟ تو اس بارے میں احناف کا راجح موقف یہ ہے کہ بلادِ بعیدہ جن کے طلوع وغروب میں کافی فرق پایا جاتا ہے تو ان کی رؤیت ایک دوسرے کے حق میں معتبر نہیں ہے البتہ بلاد قریبہ میں معمولی فرق ہوتا ہے اس لیے اسے نظر انداز کیا جائے گا اور ان کی رؤیت ایک دوسرے کے حق میں معتبر ہوگی۔ گویا بلادِ بعیدہ میں اختلاف مطالع معتبر ہے اور قریبہ میں معتبر نہیں۔

اختلاف مطالع کے معتبر ہونے کی دلیل یہ حدیث مبارک ہے:

عَنْ كُرَيبٍ أَنَّ أُمَّ الفضلِ بنتَ الحارثِ بعثَتْه إلى معاويةَ بالشامِ. قال: فقدمتُ الشامَ. فقضيتُ حاجتَها. واستهلَّ عليَّ رمضانُ وأنا بالشامِ. فرأيتُ الهلالَ ليلةَ الجمعةِ. ثم قدمتُ المدينةَ في آخرِ الشهرِ. فسألني عبدُ اللهِ بنُ عباسٍ رضي اللهُ عنهما. ثم ذكر الهلالَ فقال: متى رأيتُم الهلالَ فقلتُ: رأيناه ليلةَ الجمعةِ. فقال: أنت رأيتَه؟ فقلتُ: نعم. ورآه الناسُ. وصاموا وصام معاويةُ. فقال: لكنا رأيناه ليلةَ السَّبتِ. فلا تزال نصومُ

حتی نکمل ثلاثینَ . أو نراہ . فقلتُ : أو لا تکتفی برؤیۃِ معاویۃَ وصیامِہ ؟ فقال : لا . ھکذا أمرَنا رسولُ اللہِ صلَّی اللہُ علیہ وسلَّمَ .

(صحیح مسلم: ج1 ص348 کتاب الصیام باب بیان أن لکل بلد رؤیتھم)

ترجمہ : حضرت کریب سے روایت ہے کہ حضرت ام الفضل بنت حارث رضی اللہ عنہا نے انہیں (کسی کام کے لیے) حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس ملک شام میں بھیجا۔ حضرت کریب فرماتے ہیں: میں شام گیا اور حضرت ام الفضل کا کام مکمل کیا۔ شام ہی میں میں نے رمضان کا چاند دیکھا۔ رمضان کا یہ چاند میں نے جمعہ کی رات کو دیکھا۔ پھر مہینہ کے آخر میں میں (اپنا کام کر کے) واپس لوٹا۔ یہاں آیا تو حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے مجھ سے پوچھا کہ تم نے ملک شام میں چاند کب دیکھا؟ میں نے عرض کیا کہ ہم نے وہاں چاند جمعہ کی رات کو دیکھا تھا۔ انہوں نے پوچھا: کیا تم نے خود چاند دیکھا ہے؟ میں نے کہا: جی ہاں میں نے بھی دیکھا اور سب لوگوں نے دیکھا، سب نے روزہ رکھا اور خود حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے بھی روزہ رکھا۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ہم نے تو ہفتہ کی رات چاند دیکھا ہے اور ہفتہ سے روزہ شروع کیا ہے، ہم تو تیس روزے پورے کریں گے یا یہ کہ چاند نظر آجائے۔ میں نے کہا: کیا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے چاند دیکھنے اور روزہ رکھنے کو آپ کافی نہیں سمجھتے؟ آپ نے فرمایا: ہرگز نہیں، ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح حکم فرمایا ہے۔

اس حوالے سے محققین کی آراء پیش ہیں جنہوں نے بلاد بعیدہ میں اختلاف مطالع کا اعتبار کیا ہے:

- حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما (ت68ھ) کا موقف بیان کرتے ہوئے علامہ عالم بن العلاء الانصاری الاندرپتی الدھلوی (ت786ھ) لکھتے ہیں:

وعن ابن عباس رضی الله عنهما أنه يعتبر فی حق كل بلدة رؤية أهلها. (الفتاویٰ التاتار خانیۃ: ج2 ص269 کتاب الصوم الفصل الثانی فیما یتعلق برؤیۃ الھلال)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ ہر ملک والوں کے لیے ان کی رؤیت معتبر ہو گی۔

◆ امام ابو الحسن احمد بن محمد بن احمد القدوری الحنفی (ت428ھ) کا موقف بیان کرتے ہوئے علامہ عالم بن العلاء الانصاری الاندرپتی الدھلوی (ت786ھ) لکھتے ہیں:

إذا كان بين البلدتين تفاوت لا يختلف المطالع لزم حكم أهل إحدى البلدتين البلدة الأخرى فأما إذا كان تفاوت يختلف المطالع لم يلزم حكم إحدى البلدتين البلدة الأخرى. (الفتاویٰ التاتار خانیۃ: ج2 ص269)

ترجمہ: جب دو ملکوں میں اتنا (کم) فاصلہ ہو کہ دونوں کے مطالع میں کوئی فرق نہ آئے تو ایک کی رؤیت دوسرے پر لازم ہوتی ہے اور اگر اتنی دوری ہو کہ مطالع میں فرق آ جاتا ہو تو ایک کی رؤیت دوسرے پر لازم نہ ہو گی۔

◆ علامہ علاء الدین ابو بکر بن مسعود بن احمد الکاسانی (ت587ھ) فرماتے ہیں:

هذا إذا كانت المسافة بين البلدين قريبة لا تختلف فيها المطالع فأما إذا كانت بعيدة فلا يلزم أحد البلدين حكم الآخر لأن مطالع البلاد عند المسافة الفاحشة تختلف فيعتبر فی أهل كل بلد مطالع بلدهم دون البلد الآخر. (بدائع الصنائع: ج2 ص83)

ترجمہ: یہ (اختلاف مطالع کا اعتبار نہ کرنا) اس وقت ہے جب دو ملکوں کا فاصلہ اتنا قریب ہو کہ مطالع کا فرق نہ پڑتا ہو لیکن اگر فاصلہ دور کا ہو تو ایک ملک کی رؤیت دوسرے پر لازم نہیں اس لیے کہ ممالک کے مطالع لمبے لمبے فاصلوں کی وجہ سے یکسر

مختلف ہو جاتے ہیں۔ اس لیے ہر ملک کے لیے اس کے اپنے مطلع کا اعتبار ہو گا، دوسرے ملک کا اعتبار نہ ہو گا۔

◆ امام فخر الدین عثمان بن علی الزیلعی الحنفی (ت 743ھ) فرماتے ہیں:

وَالْأَشْبَهُ أَنْ يُعْتَبَرَ لِأَنَّ كُلَّ قَوْمٍ مُخَاطَبُونَ بِمَا عِنْدَهُمْ.

(تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق: ج1 ص321)

ترجمہ: صحیح بات یہ ہے کہ اختلاف مطالع معتبر ہے کیونکہ ہر علاقے والوں کو ان کے اپنے اعتبار سے ہی خطاب ہوتا ہے۔

◆ خاتم المحدثین علامہ سید محمد انور شاہ کشمیری (ت 1352ھ) فرماتے ہیں:

أقول: لا بد من تسليم قول الزيلعي وإلا فيلزم وقوع العيد يوم السابع والعشرين أو الثامن والعشرين أو يوم الحادي والثلاثين أو الثاني والثلاثين فإن هلال بلاد قسطنطنية ربما يتقدم على هلالنا بيومين، فإذا صمنا على هلالنا ثم بلغنا رؤية هلال بلاد قسطنطنية يلزم تقديم العيد.

(العرف الشذی علی الجامع الترمذی: ج2 ص217)

ترجمہ: میں کہتا ہوں کہ علامہ زیلعی کی بات کو ماننا ضروری ہے (کہ بلادِ بعیدہ میں اختلاف مطالع معتبر ہے) وگرنہ لازم آئے گا کہ عید 27، 28 یا 31، 32 تاریخ کو ہو، اس لیے ملک قسطنطینہ میں چاند کبھی ہم سے دو دن پہلے نظر آتا ہے۔ اگر ہم اپنے چاند کے اعتبار سے روزہ رکھ لیں پھر ملک قسطنطینہ سے چاند نظر آنے کی خبر موصول ہو تو عید پہلے کرنا پڑے گی۔

◆ مفتی محمد شفیع عثمانی (ت 1396ھ) لکھتے ہیں:

آج تو ہوائی جہازوں نے ساری دنیا کے مشرق و مغرب کو ایک کر ڈالا ہے۔ ایک جگہ کی شہادت دوسری جگہ پہنچنا قضیہ فرضیہ نہیں بلکہ روزمرہ کا معمول بن گیا ہے اور اس کے نتیجہ میں اگر مشرق کی شہادت مغرب میں اور مغرب کی مشرق میں حجت

مانی جائے تو کسی جگہ مہینہ اٹھائیس دن کا اور کسی جگہ اکتیس دن کا لازم آئے گا۔ اس لیے بلادِ بعیدہ میں جہاں مہینہ کے دنوں میں کمی بیشی کا امکان ہو اختلاف مطالع کا اعتبار کرنا ہی ناگزیر اور مسلکِ حنفیہ کے عین مطابق ہو گا۔ (جواہر الفقہ: ج3 ص482، ص483)

صحیح مسلم کی اس حدیث مبارک اور محققین کی تحقیقات سے ثابت ہوا کہ بلادِ بعیدہ میں جہاں مہینہ کے دنوں میں کمی بیشی کا امکان ہو وہاں اختلافِ مطالع کا اعتبار کرنا ضروری ہے۔ چونکہ سعودی عرب اور اس کے بلاد بعیدہ کے درمیان مطالع کے اعتبار سے بہت زیادہ فرق پایا جاتا ہے اس لیے بلاد بعیدہ میں سعودی عرب کے یوم عرفہ کا اعتبار کرتے ہوئے روزہ رکھنا صحیح نہیں ہو گا۔ لہذا جن جن علاقوں میں 9 ذوالحجہ جس دن بنے اسی دن کا روزہ "یوم عرفہ" کا روزہ کہلائے گا، سعودی عرب کے یوم عرفہ کا 9 ذوالحجہ دوسرے ممالک کیلئے حجت نہ ہو گا۔

بعض لوگوں کا موقف:

آج کل بعض لوگ یہ کہہ رہے ہیں کہ دنیا بھر کے مسلمانوں کو اس دن روزہ رکھنا چاہیے جس دن حجاج کرام میدان عرفات میں جمع ہوں، خواہ دیگر ممالک میں اس دن کی تاریخ کچھ بھی ہو۔ آج کل کے تیز تر وسائلِ نقل و حرکت اور ذرائع ابلاغ کے ذریعے ہمیں فوراً پتا چل جاتا ہے کہ حجاج کے لیے عرفہ کا دن کب ہو گا کیونکہ حجاجِ کرام کے میدانِ عرفات میں ہونے کی خبر لمحہ بہ لمحہ دنیا بھر میں پہنچ رہی ہوتی ہے، لہذا سعودی عرب کے یوم عرفہ ہی کو معیار مانا جائے۔

یہ لوگ اپنی بات پر دو دلیلیں پیش کرتے ہیں:

پہلی دلیل:

احادیث میں جو فضیلت وارد ہوئی ہے وہ عرفہ کے روزے کی ہے، 9 ذوالحجہ کے روزے کی نہیں ہے۔ کسی ایک حدیث میں "9 ذوالحجہ" کے روزہ رکھنے

کے الفاظ نہیں آئے اور یہ بات واضح ہے کہ ”یوم عرفہ“ صرف اسی دن کو کہتے ہیں جس دن سعودی عرب میں حجاج کرام میدانِ عرفات میں جمع ہوتے ہیں۔

جواب نمبر1:

9 ذوالحجہ کے روزے کو ”یومِ عرفہ کا روزہ“ مدینہ منورہ کے ماحول کے حساب کے کہہ دیا گیا، اس لیے کہ مدینہ منورہ میں یومِ عرفہ 9 ذوالحجہ ہی کو ہوتا ہے۔ اس قسم کے انداز بیان خود احادیث سے ثابت ہیں۔ مثلاً ایک حدیث میں ہے:

عن أبي هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه و سلم ما بين المشرق والمغرب قبلة.

(سنن الترمذی: ج1 ص187 باب ماجاء فی ان بین المشرق والمغرب قبلۃ)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مشرق و مغرب کے درمیان تمہارا قبلہ ہے۔

اب اگر کوئی پاکستان یا ہندوستان کا رہنے والا مسلمان اس حدیث کے ظاہری الفاظ کو مد نظر رکھ کر اپنے قبلے کا تعین کرنے لگے تو یقینا غلطی کر بیٹھے گا کیونکہ ان کا قبلہ مشرق و مغرب نہیں بلکہ شمال و جنوب کی درمیانی سمت میں ہے۔

تو جس طرح ان ظاہری الفاظ کو مدینہ منورہ کا ماحول دیکھے بغیر دلیل بنا کر پوری دنیا میں ہر جگہ قبلے کی سمت کا تعین ایک جیسا کریں تو یقینا خطا ہو گی بالکل اسی طرح اگر ”یومِ عرفہ کے روزے“ کے الفاظ کو ماحول دیکھے بغیر محض ظاہری الفاظ کے پیشِ نظر ہر جگہ سعودی عرب کے 9 ذوالحجہ کے تابع بنا کر ہر ملک میں روزے کی بات کی جائے تو یہ بھی یقیناً خطا ہو گی۔

جواب نمبر2:

مناسکِ حج میں کئی نام محض حج کی وجہ سے رکھے گئے ہیں مثلاً ”ایام

تشریق" حج کی قربانی کی وجہ سے نام رکھا گیا ہے اور اسے حاجیوں کے لئے کھانے پینے اور قربانی کرنے کا دن بتلایا گیا ہے، اور یہ بات واضح ہے کہ حاجیوں کے ایامِ تشریق اور دیگر ممالک کے ایام تشریق الگ الگ ہیں، پوری دنیا میں یہ ایام ہر ملک میں اس ملک کے قمری مہینے کے حساب سے 9 ذوالحجہ سے 13 ذوالحجہ کو ہی ہوتے ہیں نہ کہ سعودی عرب کے اعتبار سے۔ اسی طرح "یوم عرفہ" بھی حج کی مناسبت سے ایک نسبت ہے لیکن روزہ رکھنے کے حوالے سے اس میں بھی ہر ملک کے قمری مہینے کا حساب ہو گا کہ ہر ملک میں 9 ذوالحجہ کے اعتبار سے روزہ رکھنے کا حکم ہو گا۔

جواب نمبر3:

یہ بات کہ "احادیث میں عرفہ کے روزے کی بات آئی ہے، 9 ذوالحجہ کے روزے کی نہیں" درست نہیں کیونکہ 9 ذوالحجہ کے روزے کا ذکر خود حدیث میں موجود ہے۔ بعض ازواج مطہرات کا بیان ہے:

كَانَ رسولُ اللّٰهِ صلَّى اللّٰهُ علَيهِ وسلَّمَ يَصومُ تِسعَ ذي الحجَّةِ، ويومَ عاشوراءَ، وثلاثةَ أيَّامٍ من كلِّ شَهرٍ، أوَّلَ اثنينِ منَ الشَّهرِ والخميس.

(سنن ابی داؤد: ج1 ص331 کتاب الصیام. باب فی صوم العشر)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذوالحجہ کے (پہلے) نو دن، عاشورہ کے دن، ہر مہینے میں تین دن اور ہر مہینے کے پہلے پیر اور جمعرات کا دن کا روزہ رکھا کرتے تھے۔

اس حدیث میں ذوالحجہ کے نو دنوں میں 9 ذوالحجہ بھی شامل ہے جو ازواج مطہرات کی طرف سے صراحت ہے۔ ثابت ہوا کہ "یوم عرفہ" کے علاوہ "9 ذوالحجہ" کا ذکر خود حدیث میں ہے۔ تو جس طرح تاریخ کے اعتبار سے روزہ رکھنے میں ہر ملک کا اپنا قمری مہینہ بنیاد بنتا ہے اسی طرح 9 ذوالحجہ کے روزہ میں بھی ہر ملک کا اپنا قمری مہینہ بنیاد بنے گا۔

دلیل نمبر2:

عام روزوں کا سبب ”رؤیت ہلال“ ہے کما قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم "صُومُوا لِرُؤْيَتِهِ وَأَفْطِرُوا لِرُؤْيَتِهِ" جبکہ یوم عرفہ کے روزے کے لیے بنیاد اور سبب چاند کو نہیں بلکہ عرفہ کے دن کو بنایا گیا ہے۔

جواب نمبر1:

اگر مکہ مکرمہ میں یوم عرفہ (جو مکہ کے اعتبار سے 9 ذوالحجہ بنتا ہے) کو بنیاد بنا کر تمام ممالک میں اسی دن روزہ کا حکم دیا جائے تو بعض ممالک مثلاً لیبیا، تیونس اور مراکش وغیرہ ایسے ہیں جہاں چاند مکہ مکرمہ سے بھی پہلے نظر آتا ہے یعنی ان ممالک میں جب 10 ذوالحج کا دن آتا ہے تو مکہ مکرمہ میں اسی دن عرفہ کا دن ہوتا ہے۔ اگر ان ممالک کے لوگ حجاج کرام کے وقوفِ عرفات والے دن روزہ رکھیں تو یہ گویا ان کے ہاں عید کے دن کا روزہ ہوا اور اس بات پر اتفاق ہے کہ عید کے دن روزہ ممنوع ہے۔ ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

نھی النبیُّ صلی اللہ علیہ وسلم عن صومِ یومِ الفطرِ والنحرِ.

(صحیح البخاری: ج1 ص267 کتاب الصوم. باب صوم یوم الفطر)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن روزہ رکھنے سے منع فرمایا۔

جواب نمبر2:

مکہ مکرمہ کے یوم عرفہ کو بنیاد بنائیں تو ان بے چارے مسلمانوں کا کیا بنے گا جو ان ملکوں کے رہائشی ہیں جہاں حاجیوں کے وقوفِ عرفات کے وقت رات ہوتی ہے؟ مثلاً کیلی فورنیا سے سعودی عرب دس گھنٹے آگے ہے، اگر سعودی عرب میں رات ہو گی تو وہاں دن اور وہاں رات ہو گی تو سعودی عرب میں دن ہو گا۔ اسی طرح نیوزی لینڈ

سعودی عرب سے نو گھنٹے آگے ہے، یہاں بھی دونوں ملکوں میں دن ورات کا فرق ہے۔ اب جن ممالک میں وقوف عرفات کے وقت رات ہوتی ہے تو کیا وہ لوگ رات میں ہی روزہ رکھ لیں؟ اگر جواب "ہاں" میں ہے تو یہ بالکل غلط ہے اور اگر جواب "نہ" میں ہے تو وقوف عرفات کے معیار بنانے کا دعویٰ غلط ٹھہرتا ہے۔

جواب نمبر3:

اگر بعض الناس "یوم عرفہ" کو ہی روزے کا سبب بنانے پر اصرار کرتے ہیں نہ کہ چاند کو تو یہ بات واضح ہے کہ "یوم عرفہ" مناسک حج میں سے ہے اور مناسک حج کے لیے معیار اور بنیاد خود چاند ہے۔ قرآن مجید میں ہے:

يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الأَهِلَّةِ قُلْ هِيَ مَوَاقِيْتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ.

(سورۃالبقرۃ:189)

ترجمہ: لوگ آپ سے چاند کے بارے میں پوچھتے ہیں، (ان سے) کہیں کہ یہ لوگوں کے لئے اوقات اور حج کی تعیین کا ذریعہ ہے۔

جب چاند ہی یوم عرفہ کی بنیاد ہے تو اس کے روزے کی بنیاد بھی چاند ہی ٹھہرا.... تو ہر ملک میں اپنے اپنے قمری حساب سے روزہ رکھنے سے اعراض کرنا یقیناً سمجھ سے بالاتر ہے!!

جواب نمبر4:

ہماری مذکورہ بات کہ "اختلاف مطالع مقاماتِ بعیدہ میں معتبر ہیں" سے ثابت ہے کہ روزہ رکھنے میں ہر ملک کے اپنے ذوالحجہ کا اعتبار ہو گا۔ لہذا ہر ملک کے 9 ذوالحجہ کو ہی اس ملک میں عرفہ کا روزہ رکھنا اصولی طور پر درست اور لائق عمل ہو گا۔ اگر بلادِ بعیدہ میں اختلاف مطالع کا اعتبار نہ کیا جائے تو کیا فریق مخالف اس بات کی اجازت دیں گے کہ:

- افطار وسحری کے اوقات بھی وہی ہونا چاہئے جو مکہ مدینہ کے اوقات ہوں
- نمازوں کے اوقات بھی وہی ہونا چاہئے جو مکہ مدینہ کی نمازوں کے اوقات ہوں

یقیناً ایسا نہیں کریں گے۔ تو ثابت ہوا کہ اختلاف مطالع کے پیش نظر خود ان لوگوں کو اقرار ہے کہ ہر ملک کی اپنی رؤیت کا اعتبار ہو...... اور یہی بات ہم کہتے ہیں کہ دیگر امور کی طرح یوم عرفہ کے روزے میں بھی ہر ملک کی اپنی اپنی رؤیت کا اعتبار ہو گا تاکہ تمام امور میں یکسانیت ہو جائے اور مذکورہ خرابیوں سے بچا جا سکے جو تمام ممالک میں یوم عرفہ ہی کو بنیاد بنانے سے پیش آتی ہیں۔

واللہ اعلم بالصواب

19-اگست 2018ء